بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لے کے ناں میں سوہنڑے رب دا کراں کلام بیان
مہر محبت کرنے والا اُچا اُسدا ناں

عظیم ہندکو ثقافت

بحوالہ ''تاریخِ پشاور'' از منشی گوپال داس (1869)

عظیم ہندکو ثقافت

بحوالہ ’’تاریخِ پشاور‘‘ از منشی گوپال داس (1869)

تحقیق و ترتیب

محمد ضیاء الدین

گندھارا ھندکو اکیڈمی پشاور

جملہ حقوق بحق گندھارا ہندکو اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب :	**عظیم ہندکو ثقافت**
	''بحوالہ تاریخِ پشاور'' از منشی گوپال داس1869
تحقیق وترتیب:	**محمد ضیاءالدین**
موضوع:	**تحقیق**
کمپوزنگ:	**ثاقب حسین**
انڈیکس:	**ارشد ضیاء صدیقی**
سرورق:	**ثاقب حسین**
سالِ اشاعت:	**2017ء**
اہتمامِ اشاعت:	**محمد ضیاءالدین**
	(چیف ایگزیکٹو کمیٹی، جی ایچ اے)
جی ایچ اے اشاعت حوالہ:	**F.49/17**
قیمت:	**-/1200روپے**
پبلشر:	**گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور**
پرنٹر:	**جی ایچ اے لیزر پرنٹنگ، پشاور**
ISBN No.	**978-969-687-032-6**
ملنے کا پتہ:	**گندھارا ہندکو اکیڈمی، 2 چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن پشاور**

گندھارا ھندکو اکیڈمی پشاور

2۔ چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن، پشاور

www.gandharahindko.com

انتساب

گندھارا ہندکو بورڈ دے بانی چیئرمین

ڈاکٹر ظہور احمد اعوان

تے موجودہ چیئرمین

جناب اعجاز احمد قریشی

دے ناں

ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحات
1	ابتدائی صفحات	الف۔ز
2	دیباجہ (منشی گوپال داس)	1
3	کیفیت لباس باشندگان ضلع پشاور	2
4	فہرست پارچہ ہائے پوشیدنی ساکنان ضلع پشاور	9
5	حال زیور ہائے مروج ضلع	31
6	فہرست زیور ہائے مروج ضلع پشاور	34
7	ذکر ترتیب اغذیہ و طریق خورش باشندگان ضلع پشاور	66
8	فہرست بقولات ضلع پشاور	69
9	فہرست میوہ جات	72
10	کیفیت ظروف و دیگر اشیائے قابل استعمال باشندگان ضلع پشاور	82
11	فہرست ظروف و دیگر اشیائے ضروری استعمال باشندگان ضلع پشاور	84
12	رسوم شادی	102
13	مختصر ذکر مخنثوں کا	103
14	رواج شادی	105
15	تشریح رسوم	109
16	تصویر براتِ اہل اسلام سکنائے پشاور	124
17	تصویر برات افغانان	125
18	تصویر برات اہل ہنود	126
19	ذکر بعض رسوم شادی جو خاندان قوم سید گیلانی سکنہ پشاور میں رائج ہیں	127
20	مناجات باری	128
21	مدح سید الناس	129
22	تذکرہ رسوم آمین	130

23	اشعار جوختمِ قرآنِ پاک میں پڑھے جاتے ہیں	133
24	اشعارِ آمین جوتولدفرزند پر پڑھنے میں آتے ہیں	135
25	رسوم سنت ختنہ کا ذکر	136
26	تذکرہ رسوم ماتم داری	137
27	نقشہ رسوم ماتم داری	137
28	کیفیت اسلحہ ضلع پشاور	149
29	فہرست اسلحہ ضلع پشاور	150
30	حال نقود مضروب مروجہ موجودہ ضلع پشاور	161
31	فہرست نقود مضروب رائج وغیر رائج ضلع پشاور	162
32	فہرست اوزان مروجہ ضلع پشاور	167
33	نقشہ تجارت ضلع پشاور	169
34	کیفیت اول ذکر آمد ورفت تجار پنجاب و ہندوستان	187
35	دوم ذکر آمد ورفت تاجران بخارا اور کرکستان وغیرہ ممالک مغربی ایشیاء	187
36	سوم ذکر آمد ورفت سوداگران کاشغر۔ یارقند کشمیر کوہستان متعلقہ ریاست جموں	188
37	پنجم ذکر ترقی وتنزل تجارت بعض اموال	189
38	کیفیت آلات کشاورزی (کھیتی باڑی) زمینداران ضلع پشاور	208
39	فہرست آلات کشاورزی زمینداران ضلع پشاور	210
40	فہرست کا بہائے ضلع پشاور	236
41	فصل ہفتم در بیان آبادد یہات قسبات (قصبہ کی جمع) ومواضع کلاں کیفیت پشاور	244
42	نقشہ اُن زیارتوں اور مسجدوں کا جن کو پشاور میں لوگ متبرک جانتے ہیں	250
43	نقشہ مکانات ہنود	252
44	نقشہ مکانات مشہورہ جوخاص پشاور ونواح اس کی میں قابل دید ہیں	255
45	نقشہ سرائے مسافران	256
46	نقشہ حرفہ کاری مشہورہ	258
47	انڈیکس	263

تاریخ پشاور از منشی گوپال داس
(1869)

تاریخ پشاور مصنفہ ومؤلفہ رائے بہادر منشی گوپال داس ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر در 1869-1874 بہ اہتمام ومنشا کپتان اے جی ہسٹنگز مہتمم بندوبست پشاور مطبوعہ مبلغ کوہ نور لاہور۔

یہ تاریخی دستاویزی کتاب 1682 بڑے جہازی سائز کے صفحات پر مشتمل ہے۔ چند اصلی نسخے بھی دستیاب ہیں میں نے اپنے دوست اور صاحب ذوق محمد ہمایون عدیم کے مملوکہ نسخے سے استفادہ کیا ہے یہ کتاب بالعموم نایاب ہے۔ عام لوگوں کے علاوہ پڑھے لکھے لوگوں تک بھی اس کی رسائی نہیں۔ اس کتاب کے کچھ نقلی نسخے بھی جعل سازوں نے چھاپ کر سرکاری طور پر تقسیم وفروخت کئے ہیں۔ اس کتاب میں پورے ضلع پشاور کے ساتھ ساتھ شہر پشاور (چار دیواری کے اندر کا شہر) کے بارے میں بھی بہت زیادہ مفید اور ریجنل معلومات اور نقشہ جات وتصاویر موجود ہیں۔ اس لئے میری خواہش تھی کہ اس کتاب کا پشاور کے متعلق بنیادی خلاصہ قارئین ادب وعلم کے لئے مختصراً پیش کروں۔ اس کے علاوہ میرا عزم تھا کہ اس کتاب کے صرف پشاور شہر اور ملحقہ علاقوں کے بارے میں تاریخی دستاویزی ثقافتی وسماجی لسانی معلومات وشماریات کو ایک تلخیص کی صورت میں کتاب بنا کر پیش کروں۔ جس میں کسی حد تک میں اب کامیاب ہوا ہوں۔

سترہ سو بڑے صفحات میں زیادہ تر معلومات بیرون پشاور اور زمین وزراعت کے اراضی بندوبست کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔ جن کے بارے میں میرا خیال ہے ان کو تلخیص سے باہر رکھ کر اس کتاب کے ثقافتی وسماجی گوشوں کو اہل علم وادب اور پشاور کے لئے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ میری یہ کوشش اس سلسلے کی کڑی ہے۔ اس کا ایک محدود تاثراتی خلاصہ میں نے ابتدائی طور پر اُردو زبان میں تحریر کیا ہے جس کو اب میری ہندکو کتاب ''پشور پشورائے'' کے لئے ہندکو ترجمے کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔ البتہ دوسرا الگ حصہ اردو زبان میں عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ اس کی اشاعت کا ایک اور مقصد لسانی وادبی بھی ہے کیونکہ 1869 تک جدید اردو نثر نے پاؤں پاؤں چلنا بھی کم ہی سیکھا تھا۔

1869 میں اسداللہ خان غالب زندہ تھے اور ان کی ذاتی مکتوب باتی نثر کو ہی بالعموم اُردو نثر کا ایک نمونہ ومظہر سمجھا جاتا تھا۔ اس زمانے میں جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد سر سید احمد خان کے ذہن نے ادب وزبان کے حوالے سے ایک ترقیاتی وادبی انگڑائی لی اور انہوں نے ایک سماجی وسیاسی انقلاب بذریعہ تعلیم وسائنس برپا کرنے کا عزم کیا اس کے لئے انہوں نے سب سے پہلے اُردو نثر کو سادگی، افادیت اور معنویت کے سانچے میں ڈھالنے کا ڈول ڈولا۔

سرسید 1869 میں انگلستان گئے اور 1970 میں لوٹے تو وہاں سے وہ رسالہ تہذیب لاخلاق کا نقشہ وتصور لے کر لوٹے۔اس کے بعد ہی سرسید کے توسط سے مین سٹریم اُردو ادب میں جدید افادی علمی اردو نثر کا آغاز وارتقاء شروع ہوا۔ یہ حیرت ناک بات ہے کہ پشاور جیسے اس زمانے کے غیر معروف اور دور پار کے سرحدی خطے اور شہر میں اس وقت با قاعدہ سارا علمی وافادی نثر بڑے پیمانے پر لکھی جارہی تھی گو اس کا نوٹس ہماری ادبی تاریخ اور مین سٹریم ادبی نقد ونظر نے اس انداز میں نہیں لیا جس انداز میں لینا چاہیے مگر یہ طے ہے کہ پشاور شہر جملہ اور خصوصیات 1869 کے عہد میں جدید اردو نثر کے باب میں دلی ولکھنؤ اور سرسید احمد کے تصور نثر نگاری سے زیادہ فاصلے پر نہ تھا۔ یہ کتاب اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ڈاکٹر ظہور احمد اعوان

(جنوری 2008ء)

خلاصہ تاریخ پشاور ماخوذ از تاریخ پشاور
(منشی گوپال داس)

پشاور شہر سطح سمندر سے ایک ہزار فٹ کی بلندی پر لاہور کابل کے درمیان مدت قدیم سے آباد ہے۔ یہاں سے مشرق کی جانب 45 میل کے فاصلے پر قصبہ اٹک واقع ہے اور پھر وہاں سے آگے 223 میل کے فاصلے پر لاہور کا شہر ہے۔ مغرب کی جانب چلیں تو 160 میل کے فاصلے پر کابل شہر آباد ہے۔ تاریخی کتاب میں درج ہے کہ پشاور شہر کا بانی فارس (ایران) کے بادشاہ کیومرث کا نواسہ ہوشنگ پیشدادتھا۔ اس کے بعد ہندو راجاؤں کے عہد میں باگرام کے راجہ نے اسے آباد کیا جس کی وجہ سے یہ شہر باگرام کے نام سے مشہور ہوگیا۔

کتاب عقول عشرہ کا مصنف اقلیم سوم کے شہروں میں اس کے تین نام لکھتا ہے پشاور، پرشور لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا نام باگرام ہی ہے۔ علاوہ ازیں اس کا دوسرے ناموں سے مشہور ہونا بے سبب نہ ہوگا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پشاور کا نام پشہ ور ہوگا۔ کیونکہ پشہ ایک جانور ہے جس کی پیدائش قدیم زمانے سے اس شہر میں بکثرت تھی۔ اب تک ایسا ہے عجب نہیں کہ کسی قدیم بادشاہ نے یہاں پشہ کی بکثرت تعداد کو دیکھ کر اسے پشہ ور یعنی صاحبہ پشہ کا نام دے دیا ہو۔ بعد میں پشہ کی ہ کی جگہ حرف الگ کا کثرت استعمال سے آگیا ہو اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ پ کے بعد حرف ی کی تخفیف کے ساتھ یہ نام پشاور ہو کر زبان زد عام وخاص ہوگیا ہو۔ پشاور سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ ''پیشہ'' ور'' یا پیش آور'' ہے۔ اس کے باشندے تمام کے تمام پیشہ ور یا اہل حرفہ ہیں۔ یہ بھی پشاور کی وجہ تسمیہ ہوسکتی ہے اور لفظ پیش آور بھی بے معنی کہ جب کابل سے سلاطین درانیہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے تھے تو پشاور پہنچتے ہی ہندوستان ان کے سامنے آجاتا تھا۔ گویا یہ شہر کابل کی طرف سے آنے والوں کے لئے ہندوستان کر ہراول (پیش آور) تھا۔ شاید اس وجہ سے کسی بادشاہ نے اسے یہ نام دے دیا ہو۔

تیسرا نام ''پرشور'' زیادہ تشریح کا محتاج نہیں۔ بہر کیف ''پشاور'' اور ''باگرام'' نام مشہور بھی ہیں اور سرکاری دفاتر میں بھی مروج ہیں۔ نواحی علاقوں کے افغان جن کی زبان میں حرف شین کی جگہ خ بولا جاتا ہے پشاور کو پخاور بولتے ہیں۔ اس شہر کی آبادی دلچسپ نہیں البتہ بارونق ضرور ہے کسی صدمے آفت ناگہانی یا سرکاری وفوجی دستبرد سے یہ شہر کبھی ویران نہیں ہوا۔

پہلے اس شہر کی باقاعدہ فصیل کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کے اکثر مکانات متفرق اور بکھرے ہوئے تھے۔ پھر سکھ سرکار کے ملازم ابوطبیلہ نے کئی مکانات مثلاً کوٹلہ رشید خان وغیرہ جو ترتیب سے باہر تھے کو گرا کر شہر کے گرداگرد ایک کچی مٹی کی فصیل بنوا کر اسے محفوظ کردیا۔ اس شہر کے سولہ بڑے دروازے پکی اینٹوں کے بنوائے۔ جن میں کابلی، اندر شہر، ٹکسالی دروازہ المعروف کچہری دروازہ، ریتی، رامپورہ، ہشت نگری، لاہوری، گنج، یکہ توت، کوہاٹی، سرکی، ٹھنڈی کھوئی، طبیاں، رامداس، ڈبگری اور باجوڑی شامل ہیں۔ دروازہ ٹکسالی عرف کچہری دروازہ کے سامنے وسیع وعریض کٹرہ بزازاں اور کٹرہ ابریشم گراں تعمیر کرائے۔ کٹرہ ابریشم گراں کا ڈیزائن ہشت پہلو ہے اس کٹرے کے جنوبی دروازے پر سرکاری تھانہ (کوتوالی) موجود ہے۔ ان کٹروں کے ساتھ بازار قصہ خوانی ہے جو پہلے تنگ اور غیر آباد تھا۔ انہی کٹروں کی وجہ سے خوبصورت اور وسیع نظر آتا ہے۔ ان دروازوں میں سے کابلی، لاہوری، ہشت

نگری، کوہاٹی دروازے ان شہروں کے ناموں سے موسوم ہیں جن کا رخ ان دروازوں کی طرف ہے۔ مثلاً کابلی دروازہ کابل کو جانے والی سڑک پر واقع ہے اور کابل کے مسافروں کی آمدورفت اس دروازے سے ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کابلی دروازہ کہلاتا ہے۔ علی ہذا القیاس دروازے ریتی، گنج، یکہ توت، طبیاں، ڈبگری وغیرہ اپنے اپنے متعلقہ محلوں سے موسوم ہیں۔

دروازہ اندر شہر کے نزدیک ہندوؤں کا ایک مکان آسامائی کے نام سے پایا جاتا ہے اس لئے یہ دروازہ آسامائی کہلاتا ہے ٹکسالی دروازے کے قریب چونکہ ٹکسال تھی۔ اس لئے یہ اس سے منسوب ہو گیا۔ سکھوں کے زمانے میں اس دروازے پر عدالت لگتی تھی اس واسطے کچہری دروازہ بھی اس کا نام پڑ گیا ہے۔ سرکی دروازے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ دروازہ کہتے ہیں دروازہ چاہ سرد کے ساتھ ایک ٹھنڈی کھوئی تھی اس لئے یہ نام پڑ گیا۔ رامداس دروازہ رامداس بازار سے ملحق ہے اس واسطے اس نے یہ نام پایا۔ اس کو بھانہ ماڑی بھی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے باہر محلّہ بھانہ ماڑی کی آبادی ہے۔ دروازہ باجوڑی کی شہرت بھی کابلی دروازے کی طرح ہی ہے کہ اس طرف سے راستہ باجوڑ کی طرف جاتا ہے۔ یہ دروازہ اپنی اصلی جگہ پر قائم نہیں رہا۔ ڈپٹی کمشنر میکشن صاحب نے اس کی قدیم جگہ ہموار کر کے اس جگہ پر مکانات بنوا دیئے۔ اس نے خود بھی ایک منڈی بنوا کر اس کا نام میکشن گنج رکھا۔ یہی جہانگیر پورہ دروازہ بھی کہلاتا ہے کہ اس سے ملحق محلّہ جہانگیر پورہ ہے۔

ہندکو بولنے والوں کی جو آبادیاں شہر پناہ وفصیل کے اندر نہ آسکیں اب تک شہر سے باہر ہی واقع ہیں اگر چہ یہ شہر کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں مثلاً بھانہ ماڑی، نوتھیہ، ڈھیری باغبانان، کوٹلہ محسن خان، چارخانہ وغیرہ۔ ایک اور دروازہ تھوڑا عرصے پہلے نواں دروازہ کے نام سے ہشت نگری اور ریتی دروازہ کے درمیان سے نکالا گیا ہے۔ اسے رامپورہ دروازہ بھی کہتے ہیں۔

شہر پشاور میں ہندکو بولنے والے لوگوں کی اکثر عمارتیں پختہ اینٹ اور لکڑی سے بنی ہوئی ہیں جو سہ منزلہ چہار منزلہ کچے مکانات بھی بہت ہیں مگر پائیداری ان میں کم ہے یہاں مکانوں کی بنیاد نصف گز سے شروع ہوتی ہے پھر چار منزلوں تک اینٹ کی دیوار چڑھائی جاتی ہے ان دیواروں کی جس قدر پائیداری ہے ان لکڑیوں کی وجہ سے ہے جو ہر ایک دیوار میں گز گز کے فاصلہ پر کھڑی کی جاتی ہیں مکانات کی اوپر والی منزل پہ کانوں (سرکنڈوں) سے ایسا پردہ (پڑدا) بنا دیا جاتا ہے جو مکان کی خوبصورتی میں خلل ڈالتا ہے۔ مسلمانوں کے مکانات بالعموم کھلے کھلے دومنزلہ سہ منزلہ ہوتے ہیں جبکہ ہندوؤں کے مکانات تنگ اور ایک دوسرے سے پیوست سہ منزلہ چہار منزلہ ہوتے ہیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے محلے اکثر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ جن کی فہرست کتاب کے نقشہ آبادی والے حصے میں دی گئی ہے۔ مسلمانوں کے محلوں میں مسجد اور ہندوؤں کے محلے میں دھرم سالے اور ٹھاکر دوارے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی گلیاں اور کوچے زیادہ کشادہ نہیں البتہ بازار کھلے کھلے اور بارونق ہیں ان کے فرش سنگریزوں یا بڑے پتھروں سے سرکاری خرچ اور حکم سے بنائے جاتے ہیں۔ ان میں بازار قصہ خوانی بڑا افراخ اور بارونق بازار ہے اس سے ملحق ٹھٹھی بازار ہے جس میں ناچنے گانے والیاں اور کسبیاں رہتی ہیں۔ ان کی وجہ سے یہ بازار خوب گرم رہتا ہے اس شہر کے جس قدر مکانات قابل دید ہیں ان کا نقشہ اور تفصیلات کتاب کے آخر میں درج ہیں۔

علاقہ غیر اور ملک کابل اور افغانستان کے سوداگروں کی آمدورفت کے باعث یہاں ہر قسم کی تجارت ہوتی ہے یہ شہر ہندوستان اور ترکستان کی تجارت کے حوالہ سے صحیح مقام پر آباد ہے اس شہر کے عام ہندکووان تاجر اپنا سامان دکانوں میں اور مالدار تاجر کٹڑوں میں رکھتے ہیں۔ رات کو اپنا مال اور نقدی وہیں چھوڑ جاتے ہیں ہر کٹرہ میں ایک چوکیدار تاجروں کی طرف سے مقرر ہوتا ہے ان کا خیال ہے کہ رات کو گھروں کی نسبت کٹڑوں میں ان کا مال و دولت زیادہ محفوظ رہتا ہے۔ ایسے کٹڑوں کی دوسری منزل پر

مسافروں کوٹھہرنے کے کمرے مل جاتے ہیں۔

اس شہر کی سطح اونچی نیچی اور غیر ہموار ہے چنانچہ محلّہ گنج اور محلّہ ڈھکی اونچی جگہ پر آباد ہیں ایک نہر جس کا نام باڑہ ہے شہر کے اندر بہتی ہے اس کا پانی شہر کے اندر آنے کے بعد پینے کے قابل نہیں رہتا کہ اس میں گندی نالیوں کا بدبودار پانی بھی شامل ہوجاتا ہے البتہ اس سے کپڑے ضرور دھولئے جاتے ہیں اس سے نواحی مکانات کے لوگ موسم گرما و برسات میں مچھروں کے ہاتھوں آرام سے نہیں رہتے کتاب میں جو نقشہ شہر کا شامل کیا گیا ہے اس میں ان مکانات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اس شہر میں پینے کا پانی بالعموم کنوؤں سے حاصل کیا جاتا ہے جو اکثر محلوں اور گھروں میں بنے ہوتے ہیں ان کی گہرائی بالعموم 40 فٹ تک ہوتی ہے لیکن ان کا پانی ہاضم نہیں ہوتا پانی زیادہ تر دریائے باڑہ اور شیخ کی نہر سے بیرون شہر سے لایا جاتا ہے یہ پانی لوگوں کا پسندیدہ ہے کنوؤں کا پانی بالعموم ٹھنڈا ہوتا ہے خاص طور پر چاہ برج، چاہ آسیا ''گنج''، راماداس و جوگن شاہ وغیرہ۔ان میں موسم سرما میں نہر کا پانی بھی لاکر ڈالا جاتا ہے موسم سرما کے بعد موسم گرما میں ان کو کھولا جاتا ہے اور تشنہ لبوں کی پیاس بجھاتا ہے ٹھنڈک میں یہ برف کی ہمسری کرسکتا ہے ان کا پانی لوگ بڑے شوق سے پیتے ہیں۔طریقہ یہ ہے کہ شہر کے سقے اپنی مشکیں بھر کر بازاروں میں پھراتے اور دو کوڑے سکے کے عوض مس یا پیتل کے کٹوروں میں پیش کرتے ہیں۔اس طرح ایک کنواں پشاور چھاؤنی میں بھی پایا جاتا ہے۔اس کے پانی کو ٹھنڈک بھی مشہور ہے کسی نے یہ مصرعہ کہا ہے جو اس بات کا گواہ ہے ''پیشاوراست وآب چاہ عقرب ومگس''، یعنی پشاور ٹھنڈے پانی، بچھو اور مکھیوں کی وجہ سے مشہور ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ موسم گرما میں یہاں بچھو اور مکھیاں بکثرت پائی جاتی ہیں لوگ بچھوؤں کے ڈر سے گھروں کی دیواروں کو رات کے وقت ہاتھ نہیں لگاتے۔دستور یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنے ہاتھوں میں ایک لوہے کی سیخ پکڑ کر سیڑھیاں اترتے چڑھتے ہیں جتنے بچھو ان کو ملیں اس سیخ میں پرو لیتے ہیں باہر سے آنے والے نوواردوں کو خبردار کرتے ہیں کہ رات کو کسی دیوار سے ہاتھ نہ لگائیں۔

گرمی وسردی اس شہر میں بہت شدت کی پڑتی ہے موسم گرما میں لو چلتی ہے جو گرمی میں اضافہ کردیتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر کے اردگرد کے پہاڑ خشک ہیں جن کی ہوا بادسموم بن کر آتی ہے ہندکووان لوگ موسم سرما میں حمام گرم کرنے کا بڑا رواج ہے۔اس کی تفصیلات الگ آئیں گی۔موسم سرما میں تو حمام گرم ہوتے ہیں شہر و دیہات کے اکثر لوگ حمام میں آکر غسل کرتے ہیں چھاؤنی کے علاقے سے بھی اکثر اعلیٰ حکام آکر شہر کے حماموں میں غسل کرتے ہیں۔ان حماموں کے فائدے بے شمار ہیں موسم گرما میں شہر کے اکثر لوگ شہر کے شمال میں واقع بڈھنی نامی ندی میں جاکر نہاتے ہیں خاص طور پر جمعہ کے روز مسلمان اور اتوار کے دن ہندو مسلمان وہاں جاکر نہاتے بھی ہیں اور کھانے پکاتے اور کھاتے بھی ہیں۔کبھی کبھی اس ندی کے آس پاس سے لوگوں کو پکڑ کر علاقہ غیر بھی لے جاتے ہیں۔شام کے وقت یہ جگہ خطرناک ہوجاتی ہے۔موسم گرما میں جمعہ اور اتوار کے دن یہاں میلہ لگتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی ہندکو بولنے والوں کی آبادی کے لئے شہر میں بڑے بڑے میلے لگتے ہیں جن کی فہرست وتفصیل الگ سے دی جائے گی۔واضح رہے کہ شہر سے مغرب کی جانب دو میل کے فاصلے پر انگریزی حکومت کی فوجی چھاؤنی ہے جس کا نقشہ علیحدہ شامل کیا ہے۔یہ بڑی عمدہ آبادی ہے پشاور میں متعین تمام سرکاری فوج یہاں مقیم ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔پلٹن ملکی و دیسی فوج، گورا پلٹن، توپ خانہ، رسالہ سفرینا دو کمپنی، ہر ایک پلٹن اور رسالہ کیلئے بازار اور شفاخانہ الگ بنا ہوا ہے البتہ توپخانہ بازار سب سے

زیادہ پر رونق ہے۔اس کے قریب ہی چند انگریزی بارکیں قلعہ نما بنگلے بھی بنائے گئے یں جسے لوگ نیا قلعہ کہتے ہیں ان قلعوں کے احاطوں کے اندر اکثر انگریزی حکام کے مکانات اور عدالتیں ہیں۔ چھاؤنی کا بڑا بازار پر رونق ہے اس میں بڑے بڑے سیٹھوں کی دکانیں ہیں۔جن میں اچھے اچھے انگریزی کپڑے اور برتن ملتے ہیں چھاؤنی کے باشندے اکثر باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں ان میں پشاوری کم ہیں۔

پشاور شہر کے بعض ہندکو بولنے والے مسلمانوں کے گھروں میں موسم سرما کے دوران کابل شہر کی طرح صندلی ڈالی جاتی ہے جس میں سب اہل خانہ رات کو آرام کرتے ہیں صندلی کا نقشہ یا تصویر اس کتاب میں شامل نہیں کیا گیا۔شہر کے بازاروں میں کبابی، نانبائی اور پھل فروشوں کی بہت سی دکانیں ہیں یہاں کے اکثر مسلمان لوگ بازار سے روٹی منگوا کر کھاتے ہیں گھروں میں کم پکاتے ہیں کیونکہ پکی ہوئی روٹی اور ہر قسم کے اناج کا آٹا بازار میں عام مل جاتا ہے۔مگر یہاں کی گندم کا آٹا جوار کی آمیزش سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ مقولہ مشہور ہے کہ آرد پشاور بے جوار نیست۔یعنی پشاور کا آٹا جوار سے خالی نہیں۔

موسم بہار میں شہر اور اس کے گردونواح کا ہر پھل یہاں ملتا ہے اس کے علاوہ تاجر لوگ کابل سے بادام، انگور، سردہ بھی لاکر بیچتے ہیں۔اس کی تفصیلات منڈیوں اور تجارت کے نقشوں میں دی گئی ہیں۔ یہاں جگہ جگہ گنڈیریوں کے ٹوکرے بھی بھرے بھرے ملتے ہیں گنڈیری فروش گنڈیریوں کی شان میں بڑے بڑے توصیفی و ترغیبی کلمات بولتے ہیں۔ان پر گلاب چھڑکتے اور بیچتے ہیں۔ بیساکھ کے مہینے سے ساون کے مہینے تک یہاں ''برے'' کا لذیذ گوشت دستیاب ہوتا ہے اس شہر کے نواحی علاقے بڑے پُر فضا ہیں ہر موسم میں یہاں سبزہ رہتا ہے بعض لوگ مبالغہ آرائی کرتے ہوئے اس شہر کو سرسبز ہونے کی وجہ سے شہر بخارا سے تشبیہہ دیتے ہیں۔

شمال میں ایک میل کے فاصلے پر بڑھنی اور شیخ کی نہریں بہہ رہی ہیں موسم گرما میں وہاں اس شہر کے لوگ جا کر نہاتے ہیں شہر کی آب و ہوا موزوں نہیں ہے خصوصاً موسم گرما میں جون سے ستمبر تک کے مہینوں میں یہاں اکثر بیماریاں پھیل جاتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر نشیب میں ہونے کی وجہ سے صاف ہوا سے محروم رہتا ہے اور کنوؤں کا پانی بھی بسبب نزدیکی ناگوار ہوتا ہے اکثر خراب اور سڑے ہوئے پھل بھی شہر میں آکر بکتے ہیں اور لوگ کھاتے ہیں یوں شہر کا پانی بھی متعفن ہوجاتا ہے شہر کے گلی کوچوں میں صفائی کا بندوبست درست نہیں اب کیپٹن اومنی صاحب ڈپٹی کمشنر کی توجہ سے شہر کے گلی کوچوں اور نالیوں کی صفائی کا بندوبست شروع ہوا ہے۔

پشاور شہر میں مسلمان اکثریت اور ہندو اقلیت میں ہیں اکثر مسلمان حنفی مذہب رکھتے ہیں مگر کچھ لوگ صرف قرآن وحدیث کے مقلد ہونے کے ناطے کسی ایک امام کے مقلد نہیں۔ یہ لوگ وہابی کہلاتے ہیں ان کی مخالفت ومخاصمت حنفی لوگوں سے جاری رہتی ہے اس وقت شہر میں قوم قاضی خیل جن کا شجرہ نسب مع حال خاندان اس کتاب میں شامل ہے مغزز سمجھے جاتے ہیں ہندوؤں میں قوم اروڑہ کی کثرت ہے اور کچھ کھتری کچھ لوگ بابا رام سنگھ کے پیرو دھاری بھی ہیں جن کو کوکا کہا جاتا ہے اس جگہ کے مسلمان بڑے لڑاکے اور جلد غصے میں آجانے والے ہیں غصے کی حالت میں انجام کی پرواہ نہیں کرتے ان میں خشک تمباکو کا رواج عام ہے اکثر لوگ دکانداری کرتے ہیں یہ سب لوگ اگرچہ فارسی اور اردو اور زبان سمجھتے اور بولتے ہیں لیکن ان کی مادری زبان ہندکو ہے۔

شہر پشاور میں ہیجڑوں نے کنجریوں جیسا برا پیشہ بھی اختیار کررکھا ہے یہاں تک کہ وہ مردوں سے نکاح بھی باندھ لیتے

ہیں اس شہر کی عورتوں میں برقع پہننے، ڈولی میں سوار ہونے اور جمعرات کو قبروں پہ جانے کی رسم پائی جاتی ہے یہاں کے رئیسوں میں 64 اشخاص کرسی نشین کہلاتے ہیں۔

پشاور شہر کے زمینداروں میں افغان، باغبان، آوان، سید مغل، ککے زئی، ملا، قاضی خیل، عرب بجوڑی، شاطر باشی، فقیر، اخون زادہ، لوہار، ترکھان، کھتری، برھمن، اروڑا، اوداس، بیراگی، جوگی، نہنگ، پوربیا وغیرہ ہیں، ان میں سے کچھ جدی ورثے کے حوالے سے زمیندار ہیں اور کچھ زمین خرید کر اس پر قبضہ کیا ہے جو لوگ زمیندار نہیں وہ کسی نہ کسی پیشے سے وابستہ ہیں کپڑوں کے سینے سے لے کر اس پر سونا چڑھانے اور لنگی بافی کا کام یہاں بکثرت اور اچھا ہوتا ہے اور کام پٹھہ کا بھی جس سے پھوڑیاں، پنکھے اور کلاہ وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ یہاں کے بوریے، دستی پنکھے بطور تحفہ لے جائے جاتے ہیں لنگی طلائی وغیرہ طلائی اور کلاوہ (عرق وچین) کئی اقسام کے بنتے ہیں۔ ان سب کا حال آگے نقشہ حرفت کاری (پیشوں) کے ذیل میں درج کیا گیا ہے۔ زمین یہاں کی آبی، بارانی، چاھی، ملا کر کافی ہے۔ گھماؤں چھ ٹکروں میں منقسم ہیں جس میں سے بہت سے گھماؤں پر باغات ہیں ان کی آبپاشی دریائے باڑہ، جوئے شیخ کوکٹر لڑام کے پانی اور کنوؤں سے ہوتی ہے اکثر قطعات زمین پر باغات ہیں جن میں انگور، انار، بھئی، آلوچہ، شفتالو، زرد آلوچہ، ناک، انجیر بکثرت ہوتے ہیں ان کا حال فہرست باغات میں دیا گیا ہے۔

موسم بہار میں ہندکو بولنے والے کے اکثر لوگ باغات کی سیر کرتے ہیں اس موسم کے دوران وزیر باغ میں اکثر لوگ سیر کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ حلوائیوں کی دکانیں بھی یہاں لگ جاتی ہیں ہندو لوگ اتوار کو سیر کیلئے آتے ہیں علاقہ غیر یہاں سے مغرب میں 5 کوس کے فاصلے پر ہے علاقہ غیر کے افغان پشاور میں فروخت کرنے کے لئے لکڑی پٹھہ (مرزی) اور املوک وغیرہ لاتے ہیں۔ ان کی آمدورفت پر سرکاری طور پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ علاقہ غیر کو وہی سڑک جاتی ہے جو کابلی دروازے چھاؤنی سے ہو کر جاتی ہے اس کے علاوہ بھی یہاں بہت سی سڑکیں ہیں ان کا مفصل حال سڑکوں کے حال میں لکھا گیا ہے اس شہر کی مردم شمار درج ذیل ہے (1869)

ہندو	=9331،	مرد 5450،	عورت 3551
مسلمان	=51616	مرد 28484،	عورت 23132
کل	=60947،	مرد 33934،	عورت 27013
تعداد مکانات	=14629		

ڈاکٹر ظہور احمد اعوان (مرحوم)

(جنوری 2008ء)

نوٹ:۔ مذکورہ بالا دونوں تحریریں ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کی کتاب ''تاریخِ پشاور۔ تلخیص'' سے لی گئی ہیں۔

عظیم ہندکوثقافت بحوالہ تاریخِ پشاور

’’تاریخِ پشاور‘‘ کے نام سے مستند کتاب آج سے 150 سال پہلے منشی گوپال داس نے مرتب کر کے چھپوائی تھی جس کو مرتب کرنے کے احکامات اُس وقت کے وائسرائے ہند لارڈ ہسٹنگز نے دیئے تھے۔ پشاور کی ثقافت، زبان، رہن سہن، رسوم، سماجی اقدار اور یہاں بسنے والے باسیوں کے حوالے سے ماضی قریب میں جتنی بھی تحقیق پر مبنی کتب شائع ہوئی ہیں اُن سب میں ’’تاریخِ پشاور‘‘ سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔ منشی گوپال داس کی زیر پرستی لکھی جانے والی یہ نایاب کتاب تقریباً 1600 صفحات پر مشتمل ہے جس میں وسیع و عریض پشاور شہر اور اس کے ملحقہ علاقوں میں رائج روایات کی تصویر کشی انتہائی عمدگی سے کی گئی ہے۔

یہ امر یقیناً قابل فکر ہے کہ پشاور کی ثقافت، زبان اور یہاں کے مقامی باسیوں کے حوالے سے تاریخ کو ماضی قریب میں حقائق کے برخلاف مسخ کر کے پیش کیا جاتا رہا ہے اور صدیوں پرانی ثقافت کے امین اس شہر کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ منشی گوپال داس کی کتاب ’’تاریخِ پشاور‘‘ کی تلخیص گندھارا ہندکو بورڈ کے سابق چیئرمین جناب ڈاکٹر ظہور احمد اعوان (مرحوم) نے بھی جنوری 2008ء میں لکھی تھی جس میں پشاور اور پشاور کے ہندکووان باسیوں کے حوالے سے حقائق ایک عام فہم انداز میں پیش کئے گئے تھے۔ کتاب لکھنے کی غرض کچھ لوگوں کے ہندکو سے تعصب برتنے کے بیانیے کو غلط ثابت کرنا تھا۔ ہندکو کے ساتھ تعصب برتنے والے ایک سرکاری اہلکار نے ایک کتاب لکھ کر چھپوائی تھی اُس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ پشاور کی ثقافت ہندکو ثقافت نہیں بلکہ ہندکو بولنے والے کہیں اور سے آ کر یہاں آباد ہو گئے ہیں۔

میری بھی بہت عرصے سے خواہش تھی کہ ہندکو ثقافت پر کچھ لکھوں، تحقیق کے دوران منشی گوپال داس کی کتاب ’’تاریخِ پشاور‘‘ پڑھنے کا موقع ملا تو ہندکو ثقافت کے حوالے سے موجود معلومات کو انتہائی مفید پایا اور فیصلہ کیا کہ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان (مرحوم) کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے ہندکو ثقافت کے حوالے سے معلومات کو ایک جگہ مرتب کروں۔ میں نے کوشش کی کہ ہندکو ثقافت کی ترتیب میں ’’تاریخِ پشاور‘‘ میں دی گئی معلومات کو من و عن پیش کروں۔ ’’تاریخِ پشاور‘‘ منشی گوپال داس کی لکھی ہوئی 16 سو سے زائد صفحات پر مشتمل تفصیلی تاریخ ہے جو 1869ء میں لکھی گئی۔ میں نے کتاب کے صفحات میں سے اُن 250 صفحات کو منتخب کیا جن میں ہندکو ثقافت کو تفصیل اور مستند حوالوں سے لکھا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب ’’عظیم ہندکو ثقافت‘‘ کی مستند دستاویز بن گئی ہے۔ ثقافت، تمدن اور تہذیب کے حوالے سے ناموں اور اصطلاحات کے لئے ہندکو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

’’تاریخِ پشاور‘‘ کتاب کو پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ پشاور سے مراد وہ وسیع علاقہ ہے جو اُس وقت کے ضلع پشاور میں شامل تھا۔ اس ضخیم کتاب میں مختلف موضوعات کے حوالے سے لکھا گیا ہے لیکن جہاں پر ثقافت وتمدن کے موضوع پر لکھا گیا ہے وہاں اس میں پشاور شہر ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ثقافتی اشیاء کے ناموں کی فہرست میں ہمیں نظر آتا ہے کہ ثقافتی زبان کو حوالے کے طور پر لیا گیا ہے۔ اشیاء کے ناموں میں آپ کو کُلہ، ٹوپی، لُونگی، کُرتہ، پٹُو، ناڑہ، زنجیری، بُندہ، چھمکہ، نتھ، کڑہ، گجرہ، چھانجر، ٹھپر، تھوم، پودنہ، سیو، لسوڑہ، نیبو، کٹورہ، تھالی، افتابہ، ہانڈی، کوچی، چٹُو وَٹہ، چُھکیر، کہنگی، منجہ، قاشق، جندرہ، چُھرہ، طمانچہ، تیر اور اس طرح کے اور کئی نام پشاور کی ہندکو ثقافت کی قدامت اور عظمت کی گواہی دیتے ہیں۔ پشاور پیشہ ور لوگوں کا شہر رہا ہے۔ مختلف فنون کے ماہر اشیاء بنا کر دوسرے علاقوں کو بھیجتے تھے۔

اس کتاب میں تحریر پرانی اُردو کے الفاظ کو تبدیل کر کے جدید اُردو کے الفاظ لکھے ہیں یعنی پرانی اُردو میں گاؤں کو گاؤن، میں کو مین، ہیں کو ہین، جائے کو جاوے اور اسی طرح دیگر الفاظ کو جدید اُردو میں لکھا گیا ہے یعنی اُن الفاظ کی اِملاء کو موجودہ اِملاء میں تبدیل کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مشکل اُردو الفاظ کے سامنے بریکٹ میں آسان الفاظ کو مترادف کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اس کتاب میں ہندکو ثقافت کی تصویروں کے ذریعے بھی عکاسی کی گئی ہے۔ کتاب سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کیلئے کتاب کے آخر میں انڈیکس بھی دیا گیا ہے جس سے ریسرچرز اور قارئین کو ہندکو کے حوالے سے معلومات حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ یہ کتاب ’’ہندکو ثقافت بحوالہ تاریخِ پشاور‘‘ تاریخ کے پنوں پر پڑی گرد کو ہٹانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس کتاب کی ترتیب میں ثاقب حسین (ریسرچ ایسوسی ایٹ، گندھارا ہندکو اکیڈمی) نے میری بھرپور معاونت کی ہے جس کیلئے میں اُن کا شکر گزار ہوں۔ کتاب کے آخر میں انڈیکس نے کتاب کی افادیت کو مزید بڑھا دیا ہے۔

محمد ضیاء الدین

(اگست 2017ء)